رسول اللہ محمد ﷺ کی وفات کے کئی عشروں بعد ایک فرقہ وجود میں آیا، جس نے یہ دعویٰ کیا کہ نبی ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی اور داماد، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا، اور یہ حق نبی ﷺ کے دیگر صحابہ نے ان سے چھین لیا تھا۔

اہلِ سنت اور شیعہ کے درمیان اختلافات کو سمجھنا

ہر سال 20 صفر کو شیعہ کی ایک بڑی تعداد عراق کے شہر کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کے لیے جاتی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کے فرزند تھے۔ یہ اجتماع ان چالیس دنوں کے سوگ کے اختتام پر ہوتا ہے جو 10 محرم سے شروع کیا جاتا ہے، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ شیعہ اسے اجتماعی سوگ کا دن سمجھتے ہیں اور اس موقع پر خود کو مارنے اور زخمی کرنے کے اعمال بھی کرتے ہیں۔ تاہم، ان خود ساختہ رسومات کے لیے قرآنِ کریم، رسول اللہ ﷺ کی سیرت، یا آپ ﷺ کے صحابہ اور اہلِ بیت کی زندگیوں سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ شیعہ مزید یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے سرزمینِ کربلا کو اس وقت ایک محفوظ اور بابرکت حرم قرار دے دیا تھا جب خانۂ کعبہ کی زمین کی تخلیق سے 24,000 سال پہلے ہی کربلا کی زمین کو حرم منتخب کر لیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو: کامل الزیارات، شیعی عالم جعفر القمی

مصنف: ابو خدیجہ عبدالواحد عالم

اردو ترجمہ: محمد قاسم

اہلِ سنت: آرتھوڈوکس (صحیح العقیدہ) مسلمان۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں کی قیادت اور حکمرانی کے بارے میں اختلافِ رائے پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی قیادت کون کرے اور کس شخص کو اقتدار اور اختیار دیا جائے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ لوگوں کو کیا کرنا چاہیے، اس کا فیصلہ کرنے کا اصل اختیار صرف قرآن اور سنت کو حاصل ہے۔ چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں غور و فکر کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا، تاکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق مسلمانوں کی حکومت چلائیں۔ اس طرح وہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے۔ دوسرے خلیفہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا۔ تیسرے خلیفہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے چھ جلیل القدر صحابہ پر مشتمل ایک شوریٰ نے منتخب کیا۔ اس شوریٰ کے ارکان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل مقرر کیا تھا۔ چوتھے خلیفہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جلیل القدر صحابۂ کرام نے خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سے پہلے تینوں خلفائے راشدین کی بیعت کی، ان کی مکمل حمایت کی اور ان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ رکھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنے بعض بچوں کے نام بھی انہی خلفائے راشدین کے ناموں پر رکھے۔ متعدد صحیح روایات کے مطابق مسلمانوں میں تہتر فرقے ہوں گے، جن میں سے صرف ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کی پیروی کرتے ہیں۔ اس جماعت کو اہل السنۃ والجماعۃ (سنت اور مسلمانوں کی جماعت کی پیروی کرنے والے)، اہل الحدیث (احادیث و آثار کی پیروی کرنے والے) اور سلفی (سلفِ صالحین کی پیروی کرنے والے) کہا جاتا ہے۔ یہ تمام نام ایک ہی منہج و طریقۂ کار کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

شیعہ فرقہ۔

نبی کریم محمد ﷺ کی وفات کے کئی عشروں بعد مسلمانوں میں ایک اقلیتی فرقہ وجود میں آیا، جس نے یہ دعویٰ کیا کہ نبی کریم ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ مقرر نہ کرکے غلطی کی، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ تاہم جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شیعہ کے یہ دعوے سامنے آنے کے وقت حیات پائی، انہوں نے ان نظریات کو صراحت کے ساتھ رد کیا، اور ان میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اہلِ سنت اور شیعہ کے درمیان عقائد، قیادت کے تصور اور عبادات کے حوالے سے بنیادی اور نمایاں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اہلِ سنت کے ہاں امام کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے، لیکن اس اصطلاح کا تعلق ولایت، تقدس یا الوہیت سے نہیں ہوتا۔ یہ لفظ کسی بھی مسلمان حاکم، عالمِ دین یا نماز کی امامت کروانے والے شخص کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اہلِ سنت مسلمانوں کے عمومی سربراہ کو خلیفہ کہتے ہیں۔ جبکہ اس سے کم درجے کے حکمران کے لیے بادشاہ، صدر، امیر یا سلطان جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اہلِ سنت کے نزدیک ایسے حکمران، اگرچہ گناہ گار یا ظالم ہی کیوں نہ ہوں، مسلمان حکمران ہونے کی حیثیت سے جائز حکمران شمار ہوتے ہیں، اور صحیح احادیثِ نبویہ کی روشنی میں ان کے خلاف بغاوت کرنا ممنوع ہے۔ البتہ اہلِ سنت مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر حکمران کسی ایسے کام کا حکم دے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو تو اس معاملے میں اس کی اطاعت نہ کی جائے۔ ایسے حالات میں حکمرانوں کو خفیہ طور پر نصیحت کی جائے، جبکہ عام مسلمانوں کو صبر کرنے

اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ ظالم مسلمان حکمرانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آج دنیا میں شیعہ مسلمانوں کی اکثریت اثنا عشری (بارہ امامی) یا رافضہ ہے شیعہ فرقے کی سب سے بڑی شاخ اثنا عشریہ (Twelvers / بارہ امامی) ہے۔ انہیں رافضہ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ پہلے دو خلفائے راشدین، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ یہاں ان بارہ ائمہ کے نام درج ہیں جنہیں شیعہ اپنے مذہبی نظام میں امام مانتے ہیں، ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کے مزارات کی زیارت کرتے ہیں:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ — صحابیِ رسول ﷺ اور چوتھے خلیفہ، وفات 40ھ۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہما — نبی کریم ﷺ کے نواسے، وفات 49ھ۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما — نبی کریم ﷺ کے نواسے، وفات 61ھ۔

علی زین العابدین — حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے، وفات 95ھ۔

محمد الباقر — وفات 114ھ۔

جعفر الصادق — وفات 148ھ۔

موسیٰ الکاظم — وفات 183ھ۔

علی الرضا — وفات 203ھ۔

محمد التقی — وفات 220ھ۔

علی الہادی — وفات 254ھ۔

حسن العسکری — وفات 260ھ۔

محمد المہدی — جنہیں شیعہ غائب امام (Hidden Imam) کہتے ہیں۔

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ وہ غائب امام کی رہنمائی آج بھی حاصل کر رہے ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ایک معجزے کے ذریعے غائب امام بچپن ہی میں کئی صدیاں پہلے پردۂ غیب میں چلے گئے اور وہ شیعہ مذہبی علماء سے رابطہ کرتے ہیں۔ ایران میں شیعہ حضرات غائب امام کی واپسی کے لیے دعا کرتے ہیں۔ ایران کے مذہبی رہنماؤں کو آیت اللہ کہا جاتا ہے اور انہیں غائب امام کے نمائندے یا ترجمان سمجھا جاتا ہے۔ یقیناً ان میں سے بہت سے ائمہ کو اہلِ سنت نبی کریم ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے معزز اور نیک علماء سمجھتے ہیں، اور ان کی سنت سے محبت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے تعلق کے شواہد بھی موجود ہیں۔ تاہم شیعہ نے ان ائمہ کو معصوم اور الٰہی رہنما بنا دیا، اور ان کے لیے ایسے مذہبی اختیارات تسلیم کیے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔

شیعہ کے بعض عقائد، ان کی اپنی کتابوں میں درج روایات کی روشنی میں

اہلِ سنت اور رافضی شیعہ کے درمیان اختلافات محض فروعی مسائل تک محدود نہیں بلکہ عقائد اور بنیادی نظریات (عقیدہ) تک پہنچتے ہیں۔ اہلِ سنت اور اہلِ حدیث کے علماء کے نزدیک اثنا عشری شیعہ کے بعض عقائد ایسے ہیں جنہیں وہ شرکیہ عقائد قرار دیتے ہیں اور بعض صورتوں میں انہیں اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ سنت کے ساتھ ان کی شدید مخالفت کا بھی تاریخی طور پر ذکر ملتا ہے، جو آج تک ان کے بعض مذہبی مصادر اور کتابوں میں موجود ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے عام مسلمان، جو قرآن و سنت سے محبت رکھتے ہیں اور خیر کے خواہاں ہیں، شیعہ کے بعض بدعی عقائد اور شرکیہ اعمال سے واقف نہیں۔ جبکہ بعض دوسرے لوگ سیاسی مصلحتوں کی خاطر دین کے ان بنیادی اختلافات کو نظر انداز کرنا پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا یہاں ہم شیعہ کے بعض ایسے عقائد ذکر کریں گے جنہیں خود ان کے اپنے معتبر مذہبی مصادر اور کتابوں میں تحریر کیا گیا ہے۔

1- بارہ ائمہ کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ

شیعہ اپنے بارہ ائمہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی بعض صفات منسوب کرتے ہیں۔ شیعہ کے ایک معروف عالم الکلینی نے لکھا ہے: جب ائمہ کسی چیز کے بارے میں جاننا چاہیں تو وہ اسے جان لیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کی موت کب آئے گی، اور ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک وفات نہیں پاتا جب تک وہ خود اپنی وفات کا فیصلہ نہ کرے۔ (صول الکافی، 1/258-260)

شیعہ کے نزدیک الکلینی کی کتاب اصول الکافی بنیادی اور نہایت معتبر مصادر میں شمار ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے مصنف نے اس کا موازنہ اہلِ سنت کے نزدیک صحیح بخاری سے کیا ہے۔ شیعہ اپنے ان ائمہ کے لیے الوہیت کی صفات بھی بیان کرتے ہیں اور ان کے بارے میں ایسے عقائد رکھتے ہیں جن کے تحت ان سے اسی طرح عبادت کی جاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے۔

شیعہ کے ایک عالم ہاشم البحرانی نے بارہ ائمہ کے بارے میں لکھا ہے: وہ آسمانوں میں موجود چیزوں کو جانتے ہیں، زمین میں موجود چیزوں کا علم رکھتے ہیں، جو کچھ گزر چکا ہے اس کا علم رکھتے ہیں اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس سے بھی واقف ہیں۔ وہ رات اور دن میں ہونے والے واقعات کو جانتے ہیں، بلکہ ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک ہونے والی چیزوں کا بھی علم رکھتے ہیں۔ انہیں انبیاء کے پاس موجود علم حاصل ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ علم حاصل ہے۔ (ینابیع المعاجز و أصول الدلائل، باب 5، ص 35-36)

شیعہ کے موجودہ دور کے ایک اہم عالم عبد المحسن الأمینی النجفی نے لکھا ہے: بے شک ائمہ اللہ کے بیٹے ہیں اور علی کی اولاد میں سے ہیں۔ (الغدیر، 1/214-216) وہ اپنی کتابوں اور خطابات میں یہ بھی بیان کرتے ہیں: یقیناً منتظر مہدی، یعنی بارہویں غائب امام، صرف پانچ سال کی عمر میں ایک زیرِ زمین غار میں داخل ہو گئے، لیکن وہ کائنات کے ہر ذرے میں ہونے والی ہر چیز سے واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایسی صفات منسوب کرنا شرک اور کفر ہے، اور مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کے مطابق ایسی صفات صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے عظیم نبی محمد ﷺ نے بھی اپنے لیے ایسی صفات کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ کا رسول اور اس کا بندۂ فرمانبردار قرار دیا۔

2- قرآنِ کریم کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ

رافضی شیعہ کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں کے پاس موجود قرآن وہ قرآن نہیں ہے جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس میں تحریف اور تبدیلی کی گئی ہے۔ ان کے اکثر علماء اور مذہبی پیشوا اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن اپنے اصل متن سے تبدیل اور تحریف شدہ ہے، جیسا کہ ان کے عالم نوری الطبرسی (وفات 1320ھ) نے اپنی کتاب فصل الخطاب في إثبات تحريف كتاب الأرباب میں واضح طور پر ذکر کیا ہے۔ الکلینی نے بیان کیا ہے کہ وہ قرآن جو فرشتہ جبریل علیہ السلام محمد ﷺ کے پاس لے کر آئے تھے، اس میں 17,000 آیات تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رافضی شیعہ کے دعوے کے مطابق نازل کیا گیا قرآن، آج ہمارے پاس موجود قرآن سے کہیں زیادہ تھا، کیونکہ آج ہمارے سامنے موجود قرآن میں 6,000 سے کچھ زیادہ آیات ہیں۔ (اصول الکافی 2/242)

3۔ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ۔

رافضی شیعہ کا عقیدہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے اور ان کی توہین کرنے پر قائم ہے۔ وہ تین یا چند مزید صحابہ کے علاوہ تمام صحابۂ کرام کو کافر قرار دیتے ہیں۔

شیعہ عالم الکلینی اپنی کتاب الکافی میں لکھتا ہے: نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگ مرتد ہو گئے، سوائے تین افراد کے، اور وہ ہیں: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ دیکھیے: رجال الکشی، ص6؛ الکافی، کتاب الروضہ، 12/312، 322، مع شرحِ جامع مازندارانی۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا اور ان پر الزام تراشی کرنا، سلفِ امت کے اجماع کے مطابق کفر ہے۔ شیعہ عالم عباس القمی کی کتاب مفتاح الجنان میں شیعہ علماء کی جانب سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی دونوں بیٹیوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (جو نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سے ہیں) کے خلاف ایک دعا منقول ہے۔ شیعہ اسے صبح و شام پڑھی جانے والی مسنون دعاؤں میں شمار کرتے ہیں، جس میں وہ کہتے ہیں: اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، اور قریش کے ان دو بتوں، ان کے دونوں جادوگروں، ان کے دونوں جھوٹے معبودوں، اور اسی طرح ان کی ان دونوں بہتان تراش بیٹیوں پر لعنت فرما، جنہوں نے تیرے احکامات کی مخالفت کی۔ (رجال الکشی، ص114)

وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "فرعون اور ہامان" کے نام سے بھی تعبیر کرتے ہیں (۔ قرة العين، الکاشانی، ص 432-433) اور انہیں "دو بتوں" اور زمانۂ جاہلیت کے بتوں سے بھی تشبیہ دیتے ہیں۔ (تفسیر العیاشی، 2/116؛ بحار الأنوار، ص58، 67) وہ انہیں لات اور عُزّیٰ جیسے جاہلیت کے بتوں سے بھی تشبیہ دیتے ہیں۔ اکمال الدین، ابن بابویہ القمی، ص246؛ مقدمة البرہان، ابو الحسن العاملی، ص 294 شیعہ علماء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف اپنی سخت زبان میں بہت واضح ہیں۔ وہ صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ان کا منتظر مہدی (غائب امام) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوبارہ زندہ کرے گا، پھر انہیں کھجور کے درخت کی شاخوں سے لٹکائے گا اور انہیں بار بار قتل کرے گا، یہاں تک کہ ایک دن میں ایک ہزار مرتبہ قتل کرے گا۔ (ایقاظ من الحجة بتفسیر البرہان علی الرجعة، حر العاملی، ص287) یہ بیانات بدعت پر مبنی ہیں اور کفر کے زمرے میں آتے ہیں، کیونکہ یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کے فرامین اور احکامات کے مخالف ہیں۔

4-اہل سنت کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ

رافضی شیعہ کے عقیدے کے مطابق اہلِ سنت کا مال لینا جائز اور ان کا خون بہانا بھی جائز ہے۔ شیعہ عالم الجزائری نے کہا ہے: اہلِ سنت، شیعہ علماء کے اجماع کے مطابق ناپاک، پلید اور کافر ہیں، اور یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی زیادہ برے ہیں۔ الأنوار النعمانیہ، الجزائری، 2/206-207

5۔ رافضی شیعہ کا عقیدہ ہے کہ ان کا معبود وہ نہیں جس کی اہلِ سنت عبادت کرتے ہیں

شیعہ کے ایک معروف عالم نعمت اللہ الجزائری نے کہا ہے: ہم اہلِ سنت کے ساتھ نہ اس معبود کے بارے میں متفق ہیں جس کی وہ عبادت کرتے ہیں، نہ نبی کے بارے میں اور نہ امام کے بارے میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (اہلِ سنت) کہتے ہیں کہ ان کا رب وہی ہے جس کے نبی محمد ﷺ ہیں اور جس کے خلیفہ ابو بکر ہیں، جبکہ ہم ایسے رب کو نہیں مانتے اور نہ ایسے نبی کو تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جس رب نے اپنے نبی کا خلیفہ ابو بکر کو بنایا، وہ ہمارا رب نہیں اور ایسا نبی ہمارا نبی نہیں! (الأنوار النعمانیہ، الجزائری، 2/278-279)

یہ ممکن ہے کہ کچھ جاہل شیعہ ایسے ہوں جو خود کو شیعہ مذہب اور اس کے نظریات کی طرف منسوب کرتے ہوں، یا اپنے آپ کو جعفری یا اثنا عشری کہتے ہوں، لیکن انہیں اس فرقے کے حقیقی عقائد کا علم نہ ہو۔ لہٰذا ان پر لازم ہے کہ وہ شیعہ کے باطل نظریات کو پہچانیں، ان سے براءت کا اظہار کریں اور اس گمراہ کن شیعہ عقیدے کی طرف اپنی نسبت جاری نہ رکھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی مذہب کو اس کے بنیادی مصادر سے پہچانا جاتا ہے، نہ کہ اس کے ان جاہل پیروکاروں سے جنہوں نے اس کا باقاعدہ مطالعہ نہیں کیا۔

ہم نے یہاں شیعہ کے عقائد خود ان کی ایسی بنیادی اور معتبر کتابوں کے حوالوں سے نقل کیے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انفرادی شیعہ مبلغین ان بدعتی عقائد کا انکار یا انہیں چھپانے کی کوشش کر سکتے ہیں، لیکن حقیقت ان کے علماء اور ان کی مطبوعہ اور دستیاب کتابوں سے واضح ہے۔ ان کے مزارات پر منعقد ہونے والے تہوار، زیارتیں اور مختلف رسومات، نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے ان کی کھلی دشمنی، اس گمراہ فرقے کی حقیقت کو واضح کرتی ہے۔ اثنا عشری اور دیگر شیعہ فرقوں کے گمراہ کن عقائد کے بارے میں بہت کچھ مزید بیان کیا جا سکتا ہے، لیکن قاری کے لیے اتنا جان لینا کافی ہونا چاہیے کہ شیعہ علماء اور ان کے پیروکار یقیناً مسلمانوں کے بہترین مفاد کے خواہاں نہیں ہیں۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے انتہائی قریبی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہیں، انہیں مرتد قرار دیں، آپ ﷺ کی معزز ازواجِ مطہرات کو برا بھلا کہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کا الزام لگائیں، انہیں ہمیشہ کے لیے جہنم میں جانے کا عقیدہ رکھیں، جبکہ اپنے مذہبی پیشواؤں کی عبادت کریں، ان کے مزارات کی زیارت کے لیے حج و سفر کریں اور ان کے لیے الوہیت کی صفات بیان کریں، ایسے لوگ کبھی بھی اہلِ سنت یا اسلامی موقف کی مدد کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کے بارے میں ان کے ظاہری دعوے محض ایک پردہ ہیں، جس کے پیچھے اہلِ سنت اور اہلِ حدیث کے ساتھ ان کی دشمنی چھپی ہوئی ہے۔